سوال

(639)امام غیر قریش بھی ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امام غیر قریش بھی ہوسکتا ہے یا نہیں ۔ اگر ہوسکتا ہے توان حدیثوں کا کیا مطلب ہے ۔

(1)لایزال ہذالامر فی قریش ما بقی منہم اثنان (بخاری ومسلم)

یعنی ''یہ امر امامت وخلافت قریش میں ہی رہے گا ۔ جب تک ان میں سے دو بھی باقی رہیں ۔''

(2) ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الامام الضعیف ملعون وہو الذي یضعف عن تنفیذالامور الشریعۃ وقامتہا کشف الغمہ ج ۲ ص ۳-۸)

یعنی کمزور امام لعنتی ہے ۔ وہ کمزور جو شریعت کے قائم وجاری رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو ۔ مندرجہ بالا دونوں حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں (محمد سلطان خیر یکے)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان حدیثوں میں امامت سے مراد سیاست ہے جس کو خلیفہ وقت کہا جاتا ہے پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ پیش گوئی ہے حکم نہیں ہے یعنی قریشیوں میں امامت سیاست رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا لیکن اگر کوئی شخص غیر قریش بھی ایسا ہے کہ اس کے حق میں یہ کہنا جائز ہے ۔ زادہ بطۃ فی العلم والجم تو اس کا امام بنالینا اس حدیث کے خلاف نہیں ہے لیکن جو شخص امام سیاست نہیں ہے اس کے حق میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیوں کہ وہ شخص اصل معنی میں امام نہیں ہے اصل معنی میں وہی ہے جس کے حق میں فرمایا الامام جنۃ یقاتل من ورائہ اس لئے ایسے اماموں کو اس حدیث کا مصداق بنانا غلطی ہے اور جو امام سیاست ہو کر بھی تنفیذ احکام شرعیہ نہ کرسکے وہ واقعی حدیث ثانی کا مصداق ہے باقی رہے آج کل کے امام جو بستی بستی میں بنتے پھرتے ہیں وہ امام جماعت تو ہوسکتے ہیں امام وقت نہیں واللہ اعلم ۔ (اہلحدیث امرتسر 12جمادی الاخری 64ہجری)

شرفیہ

اس امر میں احادیث یہ ہیں ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان (متفق علیہ) وایضا قال ان ہذا الامر فی قریش لایعادیہم احد الاکبر اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین رواہ البخاري وایضا لایزال لاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ علیہم من قریش وفی روایہ لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعہ اویکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش متفق علیہ – مشکواۃ ص 550)

حاصل یہ ہے کہ قریش میں دوام امارت مشروط باقامت دین ہے جب نہ رہے خود کسی وجہ سے ہو تو غیر قریش سے بھی ہو سکتا ہے بارہ خلیفوں تک اسلام کا غلبہ بھی اس پر دال ہے کہ غلبہ قریش میں بارہ تک ہوگا بعد ازاں امکان غیر قریش کا بھی ہے اور واقعات سے بھی یہ ثابت ہے اور نہ خبر میں معاذاللہ کذب لازم ہوگا۔ وذا باطل یہ توجیہ خبر کو خبر پر محمول کرنے کی صورت میں ہے اور اگر یہ اخبار بمعنی انشار ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں اور قرائن ودلائل حمل برانشاء ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدموا قریشا ولا تقدموہا وتعلموا منہا ولا تعلموہا رواہ الشافعی والبیقی فی المعرفہ من ابن شہاب بلاغا وابن عدي فی الکامل عن ابی ہریرۃ وصحہ فی الجامع الصغیر واخرجہ البزار وصحہ ایضا فی الجامع

خلاصہ یہ کہ جب تک قریش قابل اقامت دین وقابل سیاست موجود ہوں۔ تو تم یعنی اور لوگوں سے خلیفہ نہ بنے۔

والا من یقیم الدین والسیاسۃ الصحیحہ الحقۃ بالکتاب والسنۃ لا بالاختراع والبدعہ (ابو سعید شرف الدین دھلوی)

تشریح

(از قلم علامہ دوران حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

انعقاد خلافت و امامت کا کئی طرح پر ہوتا ہے ایک یہ کہ بندو بستوالے لوگ جیسے اہل علم وافسران لشکر واہلکار دانش مند ہو خیر خواہ مسلمین واسلامہیں جمع ہو کر کسی سے بیعت کرلیں حضرت ابو بکر صدیقرضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اسی طرح قائم ہوئی تھی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کےلئے وصیت کر جائے جس طرح صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کےلئے کہہ گئے تھے کہ میرے بعد ان کو خلیفہ کرنا تیسری صورت یہ ہے کہ مشورت پر چھوڑ جائے جس طرح فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کہا تھا کہ چھ شخصوں کو بتاگئے تھے کہ ان میں سے جس کو سب لوگ پسند کریں وہی خلیفہ ہو بلکہ مرتضی نے بھی ایسا ہی کیا تھا چوتھی صورت یہ ہے کہ خود کوئی شخص جامع شروط امامت لوگوں پر مسلط ہو جائے جس طرح سارے خلفائے اسلام بعد خلافت نبوت کے خلفیہ بن بیٹھے تھے پھر اگر کوئی ایسا آدمی ملک پر مستولی ہو گیا جس میں شروط امامت کے جمع نہیں ہیں تو ایسی حالت میں بھی اسکی مخالفت نہ کرے اس لئے کہ ضلع اس کا بغیر لڑائی بھڑائی ترشی تنگی دھینگا مشتی کے نہ ہوسکے گا مصلحت خلع کی تو الگ رہی یہ مفسدہ اس مصلحت سے زیادہ ترسخت دورشت ہو جاوے گا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ بھلا ہم ان کو چھوڑ نہ دیں فرمایا نہیں جب تک یہ نماز قائم رکھیں یا تم ان کا کوئی کفر صریح دیکھو تمہارے پاس خدا کی طرف سے برہان موجود ہو۔

تنبیہ

خلافت امامت بنص صحیح الائمۃ من قریش منحصر ہے اسی قوم شریف میں ہرگز یہ بات درست نہیں ہے کہ غیر قریش کے آدمی کو باختیار خود امام بنایا جاوے گو وہ کیسا ہی لائق فائق کیوں نہ ہو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سخت گناہگار نابکار مخالف حکم خدا اور رسول مختار ہیں ہاں جس جگہ عامہ مسلمین کا زور نہیں چلا کوئی ترک مغل۔ پٹھان، پارسی غلام بزور تلوار بقوت ضرب و پیکار حاکم بن بیٹھا ہے تو اب چار ونا چار اس کی طاعت کرنا جب تک کہ وہ تارک عہد نماز مرتکب کفر بواح نہیں ہے شرعا واجب ہے پھر اگر وہ یہ کام کرتا ہے تو اس کی طاعت واجب نہیں رہتی اگر کوئی اس پر خروج کرے گا تو عاصی ہوگا۔ (عقائد اولی الالباب ص 100)

شرائط

خلاصہ یہ کہ خلیفۃ المسلمین ،المومنین کےلئے یہ شرئط ہیں کہ وہ عاقل بالغ ہو آزاد ہو کسی غیر مسلم حکومت کا ماتحت نہ ہو ہوشیار سمجھ دار اور صاحب بصیرت ہو شریف النسب و شریف الحسب ہو امر حق کی جستجو واتباع میں کوشاں رہنے والا مسلمان ہو اور صاحب علم ہو عادل منصف ہو اور خاندان قریش سے ہو حدود الٰہی قائم کرتا ہو ملت اسلامیہ کا محافظ ہو احکام الٰہی و قوانین قرآنی کا جاری کرنے والا ہو وغیرہ وغیرہ مزید تفصیلات کےلئے حضرت شاولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ کیجیے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد2 ص613

محدث فتویٰ